

ایمان، جان سے زیادہ عزیز ہونا چاہئے

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مجھے صرف چند باتیں عرض کرنی ہیں ایک تو یہ کہ اگر میں آپ سے کوئی معاہدہ کرتا تو یہ کرتا کہ آپ اس احساس و شعور کو زندہ رکھیں کہ ایمان جان سے پیارا ہے اور ہم یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ بچہ کی جان سے، اس کی محبت سے اس کا ایمان زیادہ عزیز ہے، ایمان زیادہ قیمتی ہے، اس کیلئے میں آپ کے سامنے قرآن کریم کی دو آیتوں سے استدلال کرتا ہوں اور جب بھی پڑھتا ہوں مجھے حیرت ہوتی ہے اور وہ حیرت ختم نہیں ہوتی، لیکن مجھے اندیشہ بلکہ میرا احساس یہ ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس سے صحیح نتیجہ نکالا ہوگا۔ اسلاف کرامؑ اور مفسرین عظام کا ذہن بے شک ان چیزوں کی طرف گیا ہوگا، جہاں ہمارا نہیں جاسکتا، لیکن آج کے پڑھنے والے بہت کم یہ نتیجہ نکالتے ہیں، قرآن مجید کی سورۃ کہف میں آخریہ قصہ کیوں بیان کیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کی جان لے لی اور وہ بھی ایک اولوالعزم اور ایک عظیم الشان پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی اور رفاقت میں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے جب پوچھا کہ آپ نے بچہ کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا؟ اس کا کیا جرم تھا؟ اور کیا وہ جرم ایسا تھا کہ اس کی جان لے لی جائے؟ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اس کے ماں باپ دونوں صاحب ایمان اور نیک تھے اور یہ بچہ فتنہ بننے والا تھا، اگر یہ زندہ رہ جاتا تو اپنے ماں باپ کے ایمان کیلئے خطرہ بناتا تو میں نے اس لئے ان کو اس خطرہ سے بچالیا اور اس کی جان لے لی کہ اللہ اور اولاد دے گا۔

آج کہیں پوری دنیا نے اسلام میں بڑی سے بڑی اور شرعی حکومت بھی اس پر عمل نہیں کر سکتی، آپ سب جانتے ہیں کہ اس پر عمل کرنا بالکل حرام اور ناجائز ہے کہ محض اس خطرے سے کہ یہ بچہ کبھی فتنہ بن جائے گا (اور بہت سے بچے فتنہ بن رہے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں) اس کی جان لینے کی اجازت نہیں، اور جان لینا تو جان لینا ہے کوئی اور بہت بڑی سزا معصومیت کی حالت میں نہیں دی جاسکتی اور یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ پھر قرآن کریم نے قیامت تک کے لئے اس قصہ کو سورہ کہف میں داخل کر کے اسے زندہ جاوید کیوں بنادیا؟ کہ یہ قیامت تک پڑھا جائے گا، تو اس نے ایسا اس لئے کیا

تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ایمان کی یہ قیمت ہے، اگرچہ آج اس پر عمل نہیں ہو سکتا اور تشریحی طور پر اس پر عمل کرنا حرام بھی ہے اور قتل ناحق ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے قرآن مجید کی سورہ کہف میں بیان فرما رہا ہے اسے ایک پیغمبر اور اس کے رفیق کا (جن کا کم سے کم درجہ اولیاء اللہ کا ہوگا) فعل بتایا جا رہا ہے آخر اس کی حکمت کیا ہے؟ حکمت یہی ہے کہ ہم آپ سوچیں کہ ایمان وہ قیمتی چیز ہے کہ اس کے لئے حضرت خضر علیہ السلام (نے جو بڑے فقیر بڑے عارف باللہ اور بڑے صاحب بصیرت اور مقبول عند اللہ تھے) انہوں نے یہ کام کیا کہ اس بچہ کی جان لے لی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ سنایا اور قرآن مجید میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا، تا کہ پڑھنے والے یہ سمجھیں کہ ایمان اتنی بڑی چیز ہے کہ اس کے لئے جو چیز خطرہ بننے والی ہے اس خطرہ کو بھی دور کرنا چاہئے، چاہے وہ کیسی ہی پیاری اور عزیز کیوں نہ ہو، مگر ہم لوگ اس طرح نہیں سوچتے، قرآن کریم کا یہ اعجاز اور الہامی نکتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام ایک بستی میں گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار مسمار ہونے والی ہے اس موقع پر وہ زبان حال سے گویا کہہ رہے تھے کہ ہم پردیسی ہیں اور ہماری ضیافت ہونی چاہئے اور زبان قال سے بھی جیسا کہ قرآن مجید سے اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن پوری بستی میں کسی نے خبر نہیں لی اور کھانا پیش نہیں کیا اور وہ بھوکے رہے مگر دیوار جو گر رہی تھی، حضرت خضر علیہ السلام اس کے سنبھالنے میں لگ گئے اور آپ جانتے ہیں کہ گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ وہ کہاں سے مسالہ لائے اور کتنی محنت کی ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا، عجب تضاد ہے، جنہوں نے کھانے تک کی خبر نہیں لی، ہم سے کھانے کو نہیں پوچھا، ان کا کہاں سے یہ حق تھا اور کیا احسان تھا کہ آپ نے اس دیوار کو جس کی مرمت میں وہ مزدور لگاتے، پیسے خرچ کرتے اور خود توجہ کرتے، آپ نے اس دیوار کو سنبھال دیا تو انہوں نے کہا، یہ دیوار یتیم بچوں کی تھی، جن کا باپ نیک تھا، یہ دیوار اگر گر جاتی تو جو خزانہ اندر رہا ہوا تھا وہ کھل جاتا، سامنے آ جاتا اور لوگ لوٹ کر لے جاتے، اور ان غریبوں کو غربت کا سامنا کرنا پڑتا اور ان کے پاس کچھ نہ رہتا۔ ایک طرف جان لی، ایمان کے خطرے سے اور ایک طرف دیوار سنبھالی ایمان کی فضیلت کی وجہ سے، یعنی وہ خود بھی نہیں بلکہ ان کے باپ نیک تھے، معلوم نہیں ان کے انتقال کو کتنا زمانہ ہو گیا تھا۔

لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے اس ایمان کی اتنی قیمت جانی کہ اس دیوار کو سنبھالا اور اس کو کھڑا اور ٹھیک کر دیا اور وہ خزانہ دہا رہا۔ یہ دونوں واقعہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سورت میں اوپر نیچے بیان کئے تا کہ آپ کو ایمان اور کفر کا فرق معلوم ہو، ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جو بچہ خطرہ بننے والا تھا اس کو ختم کر دیا اور ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جن کا باپ نیک تھا، ابھی ان کا وقت نہیں آیا تھا، ابھی وہ نہ بلورغ کو نہیں پہنچے تھے اور وہ دیتیم بچے تھے ان کا باپ چونکہ صاحب ایمان تھا اور نیک تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی قدر داری میں دیوار سنبھالنے کا انتظام فرمایا اور الہام کے ذریعہ حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار سنبھال لی۔

ایمان کو جان پر مقدم سمجھنا ایمان کا خاصہ ہے جس میں یہ جتنا ہوں کہ اس سے آپ ایمان کی قیمت سمجھئے، اب یہ حکم نہیں ہے کہ جس کو آدمی قابل خطرہ سمجھے اس کو اس طرح ختم کر دے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اگر خطرہ سمجھے تو اس کو اس دیوار کی طرح سنبھالے، جو گر رہی تھی، ویسے ہی اپنی اولاد کو اور آئندہ آنے والی نسل کو گرتی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا کر دے، اس کو مضبوط بنائے، مستحکم کرے، مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اگر ہمارے ذہن اور ہمارے عقیدے نے اس کو قبول کر لیا کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے تو پھر علاج و معالجہ اور کپڑے بنانے اور اس کی پوشاک کا خیال کرنے اور پھر آگے بڑھ کر اعلیٰ تعلیم دلانا ان سب سے زیادہ ضروری یہ ہوگا کہ ان کے دل میں ایمان بٹھایا جائے۔ ان کے علاج و معالجہ سے کپڑے بنانے سے، انہیں دعائیں دینے سے، اور انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہونے سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان کے ایمان کا تحفظ کرے، اور ایسا انتظام کرے کہ ایمان جانے نہ پائے۔ آخری بات میری طرف سے یاد رکھئے کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ ”اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔“

دوزخ کی آگ سے کس طرح بچاؤ گے؟ ایمان کے ذریعے سے بچاؤ گے، سب سے پہلا اور اہم ترین فریضہ ہے اپنی آئندہ نسل کے ایمان کی حفاظت کا سامان کرنا اور اسے ان جھگڑوں، ناکوں اور ان ٹھکانوں سے بچانا یہاں تک کہ ان تعلیم گاہوں سے بچانا، جہاں ایمان کا خطرہ ہو اور اس کا بدلہ مہیا کرنا کہ بے علم بھی نہیں رہ سکتے اس دنیا میں نہ پہلے اس کا جواز تھا اور نہ اب جواز ہے، تو تعلیم ضروری ہونی چاہئے لیکن تعلیم اس طرح نہیں ہونی چاہئے کہ ایمان خطرے میں پڑ جائے پھر چاہے آدمی آسمان پر اڑے اور دریا پر چلے اور سائنس میں اور علم جدید میں اور دوسرے فنون میں کتنی ہی ترقی کرے اور بڑے سے بڑا سرمایہ دار قارون وقت بن جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں اور اس کے پیغمبروں کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی حقیقی قیمت سمجھئے، اس کو دنیا کی ہر چیز، ہر دولت پر، ہر نعمت پر، ہر ترقی پر، ہر لذت پر اس کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے، کہ اپنے ایمان کی بھی فکر کریں اور اپنی اولاد کے ایمان کی بھی فکر کریں اور ہم پوری امت مسلمہ کے ایمان پر قائم رہنے کی فکر کریں۔ سب سے بڑھ کر نسل کشی عقیدے اور ایمان کی نسل کشی ہے کہ یہ نسل رہے اور ایمان نہ رہے دین کا امتیاز اور دین کا فرق نہ رہے اور باقی تہذیب اور کلچر اور رسم الخط اور دوسری چیزیں تو اپنی جگہ پر ہیں اس کا پورا ایک منصوبہ تیار ہے کہ لوگ اسلام پر قائم نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ملت اسلامیہ کو اس دنیا میں اپنے تمام شخصیات کے ساتھ اپنے تمام امتیازات کے ساتھ سب سے بڑھ کر دین و ایمان اور عقیدے کے ساتھ حمیت دینی اور حمیت اسلامی کے ساتھ اور نہ صرف یہ کہ ایمان کے باقی رہنے کی ضمانت کے ساتھ اور اس کے اسباب و ذرائع کی موجودگی کے ساتھ بلکہ اس کو ترقی کرنے اور دنیا کے دوسرے اسلامی ملکوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے اور یورپ و امریکا تک اسلام کا پیغام پہنچانے، مسلمان بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مدد فرمائے۔ (آمین)

☆